قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں،
پھر انہوں نے نماز پڑھائی پس پہلی مرتبہ کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

مسئلہ رفع یدین پر انتہائی عام فہم اور نادر تحریر

منفرد مکالمہ

سید ارشد سعید کاظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

ناشر

al'araf
الاعراف
پبلیشنگ ہاؤس

Al'araf

Published in Great Britain Ramzan 1437 Hijri/July 2016 byAl'araf

Al' araf publishing house

Winchester

ISBN 978-0-9929890-1-9

al'araf

PUBLISHING HOUSE

قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں، پھر انہوں نے نماز پڑھائی پس پہلی مرتبہ کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

مسئلہ رفع یدین پر انتہائی عام فہم اور نادر تحریر

منفرد مکالمہ

از قلم

علامہ

سید ارشد سعید کاظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

ناشر

al'araf
الاعراف
پبلیشنگ ہاؤس

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

اس رسالہ کا انتساب فقیر بصد عجز و نیاز اپنے تمام
اساتذہ کے نام کرتا ہے بالخصوص وہ استاذ گرامی جو
ہم نام ہیں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے جو حقیقت
میں علامہ مذکور کے علمی جانشین معلوم ہوتے ہیں۔
علم و ورع میں بے مثال ہیں اور جن
کے علم کے دروازے ہر وقت فقیر
کیلئے کھلے رہتے ہیں اور جن کی
بدولت راقم الحروف اس
قابل ہوا کہ اتنے کٹھن
مسئلہ کو انتہائی آسان
مکالمہ کی صورت میں
پیش کر رہا ہے۔

تلمیذہ الارشد!

مسئلہ رفع یدین میں

امام کاظمی کا نادر قول

امام کاظمی غزالی زماں، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے ''غلام محمد ہال'' میں فلسفہء نماز پر خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

''تکبیر تحریمہ میں ہم دنیا و مافیہا کی ہر چیز کو حرام قرار دیتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر اعلان دستبرداری کرتے ہیں کہ اے اللہ تیرے حضور حاضری کی مدت میں نماز کے سوا باہر کی ہر حلال چیز بھی ہم اپنے اوپر حرام کرتے ہیں اس موقع پر ہاتھوں کا اٹھانا اعلانِ دستبرداری کیلئے ہے۔'' ساتھ ہی آپ نے فرمایا:

''اسی لئے ہم نماز کی ابتداء میں ایک بار دستبرداری کے بعد نماز میں بار بار دستبردار نہیں ہوتے۔''

جب آپ سے سوال کیا گیا کہ اگر اس کا یہی مفہوم ہے تو وتر کی نماز میں بھی ہم ابتداء میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین سے اعلان دستبرداری کر دیتے ہیں تو تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے دوبارہ اعلان دستبرداری کیوں کرتے ہیں؟ ایک دستبرداری کے بعد دوسری دستبرداری کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

تو انتہائی شفقت سے اس کا جواب یوں ارشاد فرمایا:

''میرے عزیز! کبھی کبھی امر زائد کے اعلان کیلئے بھی ہاتھوں کو بلند کیا جاتا ہے۔

تو جو چیزیں ہر نماز میں ادا کی جاتی ہیں وہ امور زائدہ نہیں ہیں مثلاً رکوع، سجدہ رکعت وغیرہ اسی لیے ان کے ساتھ ہم رفع یدین نہیں کرتے جبکہ دعائے قنوت جو امر زائد ہے کہ ہر نماز میں نہیں پڑھی جاتی اس لئے اس سے پہلے اس امرِ زائد کا اعلان ہاتھ اٹھا کر کیا جاتا ہے۔

رفع یدین اعلانِ امر زائد کی نظیر یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ!

''عیدین کی نمازوں میں جو زائد تکبیرات ہیں ان کا اعلان بھی ہاتھ اٹھا کر کیا جاتا ہے اور اس لئے تو نمازی جب نیت کرتا ہے تو کہتا ہے 6 تکبیرات زائدہ نماز عید الفطر وغیرہ۔

مگر نمازِ جنازہ میں ہم بار بار ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں کیونکہ نمازِ جنازہ کی تکبیرات اس نماز کا جزو ہیں نہ کہ امرِ زائد جبکہ وتر تو عام نمازوں کی طرح ادا کیے جاتے ہیں تو ان میں دعائے قنوت امرِ زائد ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امتِ مسلمہ کا ہر گروہ جب بھی نماز کی ابتدا کرتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے مسلک کے مطابق بلند کرتا ہے اسے رفع یدین کہا جاتا ہے اب جو لوگ نماز کی پہلی تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ بھی بار بار مثلاً رکوع میں جاتے ہوئے رکوع سے اٹھتے ہوئے وغیرہ وغیرہ ہاتھوں کو بلند کرتے ہیں اس میں اختلاف کیا جاتا ہے۔ اس مختصر پمفلٹ میں اسی مسئلہ کو انتہائی آسان اور دلچسپ مکالمہ کے انداز میں پیش کیا گیا ہے آپ پڑھیں اور خود بھی غور کریں کہ اس مسئلہ کی اصل حقیقت کیا ہے

ننھا: گڈو بھائی! کیسی ٹھنڈی میٹھی ہوا چل رہی ہے۔ ذرا دیکھو تو سہی کتنا مزہ آ رہا ہے

گڈو: اچھا چلو اٹھو یار نماز تو پڑھ لیں۔

ننھا: ارے بھائی! تمہاری نماز تو میری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ تم نماز پڑھ رہے ہو یا مکھیاں اڑا رہے ہو۔ کیا تمہیں مچھر یا مکھیاں بہت تنگ کرتے ہیں۔

گڈو: ارے یار! کیسی بات کرتے ہو؟ کیا مچھر اور مکھیوں کیلئے میں ہی رہ گیا ہوں تم انہیں نظر نہیں آتے۔

ننھا: یار نظر تو میں بھی آتا ہوں مگر نا معلوم مجھے دیکھتے ہوئے مچھر و مکھی کی آئی سائیڈ ویک (eye side week) ہو جاتی ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ میں ذرا مختصر ہوں اس لیے انہیں غالباً نظر نہیں آتا ہوں گا۔ مگر تم خوب پلے ہوئے موٹی گردن والے ہو۔ وہ میرے بارے میں سوچتے ہونگے کہ اس بیچارے میں رکھا ہی کیا ہے مگر تم تو بھائی تم ہو، نا۔

گڈو: او یار! کیسی باتوں میں لگے ہو؟ بتاؤ تو یہاں مچھر و مکھی کا کیا ذکر؟

ننھا: ہاں بھائی جب بھی تم نماز پڑھتے ہوتو تمہیں نماز میں بالکل قرار نہیں آتا۔ جب دیکھو دونوں ہاتھوں سے اپنے کاندھوں اور سر کو سہلا رہے ہوتے ہو۔

گڈو: ارے بھائی! توبہ کروتوبہ کہ تم تو میرا مذاق اڑا رہے ہو۔

ننھا: استغفر اللہ! کیسی بات کرتے ہو، نماز تو میں بھی پڑھتا ہوں اور غالباً تم سے زیادہ خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتا ہوں گا۔

گڈو: وہ کیسے؟

ننھا: کیونکہ میں نماز میں باربار اپنے کانوں اور کاندھوں کو سہلاتا نہیں ہوں۔

گڈو: او ننھے! تو بڑا تیز ہوگیا ہے۔ میرا مذاق اڑارہا ہے۔

ننھا: او گڈو بھائی! میں تمہاری نہیں بلکہ اپنی بات کررہا ہوں۔ یعنی آپ کے ہوتے ہوئے تو میں گویا نہیں نظر ہی نہیں آتا ہوں۔ بلکہ آپ تو آپ ہیں کہ ''مرد فربہ خوامخواہ معتبر است'' کہ موٹا آدمی خواہ مخواہ معتبر ہوتا ہے

گڈو: (زِچ ہوتے ہوئے) اچھا او ننھے! آج تو میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ تجھ سے ابھی ابھی مسئلہ رفعِ یدین پر بات کرونگا کہ جب دیکھو تم کوئی نہ کوئی نئی بات نکالے ہوئے ہوتے ہو۔

ننھا: اچھا گڈو بھائی! کرو بات مگر تم سب سے پہلے مجھے یہ تو بتادو کہ رفع یدین کی آپ کے مکتب فکر میں حیثیت کیا ہے؟

گڈو: ہمارے مکتب فکر میں یہ واجب ہوگا یا سنت۔

ننھا: نہ بھائی! ایک بات کرو، رفع یدین واجب ہے یا سنت، دین کی کوئی چیز فرض یا واجب تب ہوتی ہے جبکہ اسکے کرنے کا حکم قرآن یا حدیث میں آیا ہوتو اب بتاؤ کہ قرآن مجید میں اس کے کرنے کا حکم آیا ہے؟

گڈو: (گڑبڑاتے ہوئے) قرآن مجید میں تو اسکے کرنے کا حکم نہیں آیا۔

ننھا: (ہنستے ہوئے) کیا کوئی حدیث ایسی آئی ہے جس میں اسکے کرنے کا حکم دیا گیا ہو؟

گڈو: (سوچتے ہوئے) یقیناً کوئی نہ کوئی حدیث تو ایسی ضرور ہوگی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی نہ کسی صحابی کو رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہوگا۔

ننھا: گڈو بھائی! کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے آپ میرا یقین کرلیں۔ اچھا اگر آپ کو یقین نہیں آتا ہے تو آپ اس مسئلہ کے کسی چیمپئن سے رابطہ کرلیں۔ پھر آپ سے ان شاء اللہ کل ناشتہ پر گفتگو ہوگی۔

اگلے دن ناشتہ پر سب کی ملاقات ہوئی۔ ننھے کے ابو، امی اور ننھے کی بہن مینا اور گڈو سب ناشتہ پر موجود تھے اور گڈو کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ آج اپنے چچا کی فیملی کو شکست دینے کیلئے بڑا پر جوش ہے۔ اور سب کو رفع یدین کروا کے رہے گا۔

ننھا: (گڈو کو چھیڑتے ہوئے) بھائی جان شرمانا نہیں ہے اور سچی بات کرنی ہے۔

گڈو: میں کیوں شرمانے لگا اور پھر بات کو کسی اور انداز پر شروع کرنے کی کوشش کرنے لگا

ننھا: نہ گڈو بھائی! بات وہیں سے شروع ہوگی جہاں پر ختم ہوئی تھی۔ گڈو بھائی بتاؤ کیا کوئی حدیث ایسی ملی ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی صحابی کو رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہو۔

گڈو: او ننھے! چکر دینے کی ضرورت نہیں ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کو رفع یدین کرنے کا حکم نہیں دیا تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

ننھا: گڈو بھائی بات کو نا بدلو! مجھے پہلے صرف اتنا بتادو کہ آیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہے۔

گڈو: او ننھے! یہ بتا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے حکم نہ دیا ہوتا تو صحابہ کرام رفع یدین کرتے ہی کیوں؟

ننھا: گڈو بھائی! یہ بات تو بعد کی ہے کہ صحابہ کرام کرتے تھے یا نہیں کرتے تھے۔ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ وہ کون کون سے صحابہ ہیں جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہے، انکے ناموں کی فہرست چاہئے۔

گڈو: او ننھے! تو سیدھا ہو جا۔ اچھا کیا ایک صحابی بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے یہ کہا ہو کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسکا حکم دیا ہے۔ اچھا تو تُو یہ بتا کہ اس بات سے تیرا مقصد کیا ہے۔ اور میں ایسی بات کے کرنے سے تیرا مقصد کبھی بھی پورا نہ ہونے دوں گا۔

ننھا: گڈو بھائی! دیکھو جب حضور نبی مکرم ﷺ نے کسی کو رفع یدین کرنے کا حکم نہیں دیا ہے تو تمہیں کیا حق ہے کہ ہمیں رفع یدین کرنے کا حکم دو جبکہ دین تو حضور ﷺ لے کر آئے ہیں نہ کہ تم۔ مگر تم تو رفع یدین کروانے کیلئے اس طرح ہمارے سر ہو جاتے ہو کہ یا تو ہم رفع یدین کرنے لگ جائیں یا اپنا سر تمہارے حوالے کر دیں اور تم جو چاہو اس بچارے سَر کے ساتھ حشر کرتے پھرو۔

گڈو: تو بتا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اگر رسول اللہ ﷺ نے حکم نہیں دیا تھا تو آپ رفع یدین کیوں کیا کرتے تھے؟

ننھا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہوں یا دیگر اور صحابہ کرام ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہے۔

گڈو: او ننھے! پھر کیا یہ صحابہ خوامخواہ رفع یدین کرتے تھے؟

ننھا: گڈو بھیا! یہ تو اَب تمہارا کام ہے نا! تم بتاؤ کہ یہ حضرات رفع یدین کیوں کرتے

تھے۔ جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں رفع یدین کرنے کا حکم ہی نہیں دیا ہے

گڈو: ہاں! میں بتلاتا ہوں وہ رفع یدین اس لئے کیا کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

ننھا: ہاں گڈو بھائی! اَب آپ پہنچے ہو اس بات تک کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے

(بخاری شریف، رقم الحدیث ۷۳۸)

گڈو بھیا یہاں یہ بات واضح رہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ نہیں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ رفع یدین کیا کرو۔

گڈو: دیکھو نا! یہ ہوئی نا بات کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو رفع یدین شروع کردی۔ دیکھ او ننھے! کیا یہ رفع یدین کیلئے ایک اچھی دلیل نہیں ہے۔

ننھا: نہ گڈو بھیا! مجھے یہ بتاؤ کہ کیا کبھی اس طرح بھی ہوا ہے کہ کسی صحابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا اور پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا ہو کہ حضور کیا ہمیں بھی اجازت ہے کہ ہم بھی آپ کی طرح رفع یدین کرلیا کریں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت عطا فرمادی ہو

گڈو: (مسکراتے ہوئے) صحابہ کرام کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی اس حدیث کے بعد اجازت لینے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے کہ حدیث میں ہے صلوا کما رآیتمونی اصلی کہ جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھو تم (بھی) اسی طرح نماز ادا کرو۔

ننھا: گڈو بھائی! یہ حدیث یہاں نہیں چلے گی۔ کیونکہ جب ہمارے آقا سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ایسا کرنے سے انہیں روک دیا تھا۔

گڈو: او ننھے! تیری پھر ایک اور نئی جہالت سامنے آئی۔

ننھا: گڈو بھائی! جس عظمت وشان سے آپ مجھے جاہل بنا کر پیش کرتے ہو میں اتنا بڑا بھی جاہل نہیں ہوں مجھ پر کرم کرو!

گڈو: (اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے) ہاں تو، تو رفع یدین سے روکنے والی حدیث پیش کر رہا تھا

ننھا: وہ تو صحیح مسلم شریف میں ہے۔ عن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ۔ (صحیح مسلم، ج1، ص: 181)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں نماز میں اس طرح ہاتھوں کو ہلاتے ہوئے (رفع یدین کرتے ہوئے) دیکھتا ہوں جس طرح سرکش گھوڑے اپنی دُموں کو ہلاتے ہیں۔ تم نماز میں سکون اختیار کرو یعنی نماز سکون سے پڑھو۔

گڈو: او ننھے سمجھا کر! ابتدائے اسلام میں صحابہ جب سلام پھیرتے تھے تو ایک دوسرے کو ہاتھ ہلا کر سلام بھی کیا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اُس رفع یدین سے منع کیا تھا۔

ننھا گڈو بھائی! ذرا آپ حدیث شریف کے آخر میں خود ہی غور کر لو۔ اس حدیث شریف میں نماز کے اندر والی رفع یدین سے روکا گیا ہے، نا کہ سلام کے بعد والی

سے جو کہ نماز سے باہر ہوا کرتی تھی ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے۔
اسکنوا فی الصلاۃ کہ نماز میں سکون اختیار کرو۔ نماز سکون سے پڑھو۔ فی
الصلاۃ کے کلمات بتلا رہے ہیں کہ نماز میں جو رفع یدین ہوتی تھی اسی سے روکا
جا رہا ہے۔ نہ کہ نماز سے باہر والی رفع یدین سے۔

گڈو: او ننھے! اب تو سرکش گھوڑوں کی دموں کے کلمات میں بھی کوئی نئی بات کرے گا۔

ننھا: ہاں کیوں نہیں؟ شاید آپ نے کبھی دیکھا ہو کہ سرکش گھوڑا جب بھی اپنی دُم کو
حرکت دیتا ہے تو کبھی اپنے سر اور گردن کو ہلاتا ہے تو کبھی اپنے اگلے پاؤں کو کبھی
اپنے پچھلے پاؤں کو یعنی دُم ہلاتے وقت اس کا سارا بدن حرکت کر رہا ہوتا ہے تو
کیا یہی حال رفع یدین کرتے ہوئے آپ حضرات کا نہیں ہوتا کہ کبھی رکوع
میں جاتے ہوئے ہاتھوں کو ہلا رہے ہوتے ہو تو کبھی اٹھتے ہوئے۔ الغرض آپ کا
سارا جسم بالکل اسی طرح حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے جس طرح سرکش گھوڑا
اپنی دُم کو ہلا رہا ہو۔

گڈو: (بگڑتے ہوئے) او ننھے! تُو تو بڑا خبیث ہو گیا ہے اچھا بتا یہ بعض بڑے امام
اور ان کے مقلدین رفع یدین کرتے ہیں کیا وہ بھی ایسے ہی ہماری طرح سرکش
گھوڑوں کی مانند تجھے نظر آتے ہیں

ننھا: گڈو بھائی! توبہ کرو توبہ۔ میں تو آپ لوگوں کی بات کر رہا تھا، رہے وہ جلیل القدر
آئمہ کرام ان کے بارے میں تو حضور ﷺ کی حدیث حضرت ابو ہریرہ اور
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب
مجتہد نے کسی مسئلہ میں اجتہاد کیا پھر حق کو پا لیا (یعنی اس کا اجتہاد درست ہوا)
تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر اس نے اجتہاد کیا پھر اس سے خطا ہو گئی

(یعنی وہ حق کو نہ پاسکا) تو (پھر بھی) اس کے لئے ایک اجر ہے۔

(بخاری شریف رقم الحدیث ۷۳۵۲)

چونکہ وہ تو خود امام ہیں جو کہ درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے ہیں اور ان کے مقلدین ان کے ساتھ ہوں گے نا! پس ان کی برات کیلئے تو یہ حدیث شریف انہیں کافی ہے جبکہ تم تو غیر مقلد ہو اور بغیر کسی امام کے خود ہی حدیث سمجھ لیتے ہو تو تمہاری گلو خلاصی اس حدیث شریف سے ممکن نہیں ہے اس لئے تم لوگ دوران نماز بالکل دم ہلاتے ہوئے سرکش گھوڑے معلوم ہوتے ہو۔

گڈو: اچھا ننھے! پھر کبھی نپٹوں گا تجھ سے! اچھا پھر یہ تو بتا کہ سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر صحابہ جو سلام کرتے تھے اس کی ممانعت کس حدیث سے ثابت کرے گا؟

ننھا: گڈو بھائی! مسلم شریف میں دو حدیثیں آئی ہیں جن میں رفع یدین کرنے سے منع کیا گیا ہے ایک میں فی الصلاۃ کے کلمات آتے ہیں اس حدیث شریف میں تو اس رفع یدین سے منع کیا گیا ہے جو نماز میں ہوا کرتی تھی جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں اسکنوا فی الصلاۃ کے کلمات ابھی گزرے ہیں اور حیرت ہے کہ آپ حضرات ابھی تک کررہے ہو جبکہ دوسری حدیث شریف میں انکو اُس رفع یدین سے روکا گیا ہے جو کہ سلام کے وقت کی جاتی تھی اور وہ نماز ختم ہونے کے بعد ہوا کرتی تھی اس لئے اُس میں فی الصلاۃ کے کلمات نہیں ہیں دیکھو دوسری حدیث شریف یوں ہے۔

عن جابر بن سمرة، قال: كنا إذا صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا: السلام عليكم ورحمة الله السلام عليكم ورحمة الله، وأشار بيده إلى الجانبين، فقال رسول الله صلى الله

عليه وسلم: علام تومئون بأيديكم كأنها أذناب خيل شمس؟ إنما يكفي أحدكم أن يضع يده على فخذه ثم يسلم على أخيه من على يمينه وشماله (صحیح مسلم ص:181، ج:1)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو (اس وقت اپنے دائیں اور بائیں طرف) سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے اور ہاتھوں سے اشارہ بھی کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیوں کرتے ہو کیونکہ تمہارے ہاتھ تو سرکش گھوڑوں کی دمیں معلوم ہوتے ہیں۔ تمہیں تو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے رکھے ہی وہ بھائی جو تمہارے دائیں اور بائیں جانب ہیں انہیں سلام کرلیا کرو۔ یعنی ہاتھوں کو حرکت نہ دیا کرو۔

دیکھو اس حدیث میں فی الصلاۃ کے کلمات نہیں ہیں کیونکہ اس میں نماز کے بعد والی رفع یدین سے روکا گیا ہے۔

گڈو یار! تم یہ بات انصاف سے بتاؤ کہ تمہارا استدلال دراصل کیا بخاری شریف سے نہیں ہوتا ہے؟

گڈو: ہاں او ننھے! ہماری تو پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنے موقف کو بخاری سے ہی ثابت کریں۔

ننھا: جلدی سے! اچھا چلو آج ہم مسئلہ رفع یدین کی تحقیق بخاری شریف سے کرتے ہیں

گڈو: دیکھ او ننھے! اگر بخاری کی بات ہے تو تو پھر بھاگ جائیگا اور تیرے پاس سر چھپانے کیلئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔

نتھا: (بیچارگی سے) یار ہم تو امام بخاری کو مانتے ہیں اور انہی جیسے بزرگوں کے دامن میں پناہ لینے والے ہیں۔

گڈو: (بگڑتے ہوئے) بخاری پر تمہارا کیا حق ہے وہ تو ہمارے ہیں۔

نتھا: (لجاجت سے) او گڈو یار! اس طرح نہ کہو کیونکہ بزرگ تو سب کے سانجھے ہوتے ہیں اور ہم ہی تو ہیں جو کہ حقیقتاً امام بخاری کو ماننے والے ہیں۔

گڈو: وہ کیسے؟

نتھا: دیکھو! کیا امام بخاری نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک اپنے پاس بطور تبرک نہیں رکھے ہوئے تھے۔

گڈو تو اس سے کیا ہوا؟

نتھا: بہت کچھ ہو گیا ہے گڈو یار! کیونکہ تم لوگ تو تبرکات کے رکھنے کو درست اور جائز ہی نہیں جانتے ہو۔ جبکہ ہم ہیں تبرکات رکھنے والے اور انہیں ماننے والے اور یہی تو امام بخاری کا طریقہ تھا اور اسی بناء پر انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال مبارک بطور تبرک اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔

گڈو مگر او نتھے! امام بخاری اس پوجا پاٹ کے قائل نہ تھے جیسا کہ تم کرتے ہو کہ جب تم اپنے بزرگوں سے ملتے ہو تو پاؤں پر ہاتھ رکھتے ہو یا ہاتھوں کو چومتے ہو

نتھا او گڈو بھائی! تم پہلے یہ تو مان لو نا! کہ امام بخاری تبرکات کے قائل تھے باقی باتیں پھر ہونگی۔

گڈو اچھا امام بخاری نے موئے مبارک رکھ جو لئے تو ماننا تو پڑے گا مگر بات یہ ہے کہ وہ تمہاری طرح کی اوچھی حرکتیں نہیں کرتے تھے۔

نتھا: (گھٹے ہوئے لہجے سے) گڈو یار! تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو تم مجھ سے بڑے

بھی ہو اور طاقت میں بھی زیادہ ہو۔ میں تمہارا بگاڑ تو کچھ بھی نہیں سکتا مگر اتنا بتا دوں کہ ہاتھ پاؤں کے چومنے کو محدثین ناجائز نہیں جانتے تھے۔

گڈو (بگڑتے ہوئے) تم لوگ نہ دیکھتے ہو نہ بھالتے ہو بس جو بات منہ میں آتی ہے بغیر تحقیق کے کہہ دیتے ہو۔

ننھا اوگڈو یار! بتاؤ کہ تم لوگ ہمیں جاہل کیوں سمجھتے ہو؟

گڈو او ننھے! کیا تم کل اپنی امی سے یہ نہیں کہہ رہے تھے امی آپ اتنا اچھا قرآن شریف پڑھتی ہیں کہ اس وقت میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ میں آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو چوم لوں۔

ننھا: گڈو یار! تم حد سے آگے بڑھتے جارہے ہو اور ذاتیات پر اتر رہے ہو۔

گڈو او ننھے! دیکھ حق کتنا کڑوا ہوتا ہے نا؟

ننھا: (جوش میں) اچھا دیکھو جب بات امام بخاری کی ہو رہی تھی تو سنو کیا امام مسلم نے امام بخاری سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے پاؤں کو چوم لوں (مقدمہ بخاری شریف طبع کراچی صفحہ نمبر ۳) اگر میں نے اپنی ماں سے کہہ دیا ہے تو کون سی آفت آگئی ہے؟

گڈو اچھا یہ تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ امام مسلم نے امام بخاری سے کہا تھا، تو کہنے سے کیا ہوتا ہے کیا انہوں نے ان کے پاؤں کو چوم بھی لیا تھا؟

ننھا اوگڈو بھائی! امام مسلم جو اتنے بڑے محدث و عالم ہیں جب اُن کے کہہ دینے سے کچھ فرق نہیں پڑتا ہے تو میرے کہہ دینے سے تمہیں فرق کیوں پڑنے لگا ہے؟

گڈو یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ بس انہوں نے چوم ہی لیا ہے۔

نھا: اچھا یہ بتاؤ! کہ جب امام مسلم نے امام بخاری سے کہا تھا تو کیا امام بخاری نے امام مسلم کو ڈانٹا تھا کہ اے مسلم آپ میرے شاگرد ہو کر کیسی مشرکانہ حرکات میں ملوث ہو گئے ہو؟ کیا میں نے تمہیں اسی لئے پڑھایا تھا کہ تم یہ سب کچھ کرتے پھرو اور اتنے بڑے امام ہو کر گھر گھر میں یہ مشرکانہ حرکات رائج کرو۔

گڈو (گڑبڑاتے ہوئے) او ننھے! تُو تو ناراض ہو گیا ہے۔ وہ تو امام مسلم نے بس یونہی کہہ دیا تھا۔

ننھا کیا امام مسلم نے بس ویسے ہی مذاق مذاق میں بدعت اور شرک والی باتیں کرنا شروع کر دی تھیں؟ یہ زبان ہی تو ہے جو کہ انسان کا عقیدہ ظاہر کرتی ہے اگر امام مسلم اتنے بڑے امام ہو کر اسکو جائز نہ سمجھتے ہوتے تو یقیناً وہ ایسی بات نہ کرتے اور اگر امام بخاری کے نزدیک یہ عمل بدعت یا حرام ہوتا تو وہ حق کے معاملہ میں چپ رہنے والوں میں سے نہ تھے بلکہ خود بولتے اور امام مسلم کو ایسی بات کے کرنے پر فوراً ٹوک دیتے بلکہ استاد ہونے کے ناطے سے ڈانٹ بھی دیتے۔

گڈو اچھا یہ بتاؤ! کہ پاؤں کو چومنا تو تُو نے ان دونوں اماموں کے عمل سے ثابت کر دیا ہے مگر ہاتھوں کا چومنا کہاں سے ثابت کریگا؟

ننھا یہ بات آپ پہلے تسلیم کر لیں کہ پاؤں کا چومنا جائز ہے ورنہ امام بخاری اور امام مسلم سے برات کا اعلان کریں۔

گڈو اچھا اب تُو ہاتھوں کا چومنا بتا۔۔

ننھا بات کاٹتے ہوئے نہ گڈو بھیا! پہلے پاؤں کے چومنے کو جائز مانو یا انکار کرو پھر اگلی بات ہو گی۔

گڈو ننھے تو میری بات تو سن!

ننھا نہ بھیا! پہلے تم اپنا فیصلہ سناؤ یا یہ بات تسلیم کرو کہ تمہارا امام بخاری سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ بات تو میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ امام بخاری تو ہمارے ہیں۔

گڈو اچھا یار ٹھیک ہے۔

ننھا نہ بھیا! پورا جواب دو اور کہو کہ بزرگوں کے پاؤں چومنا جائز ہیں۔

گڈو یار کہہ تو رہا ہوں لیکن تم ہاتھوں کا چومنا کس طرح ثابت کرو گے؟

ننھا: گڈو بھیا! پاؤں کا چومنا امام بخاری سے ثابت کیا ہے۔ تو ہاتھوں کا چومنا بھی بخاری شریف سے ثابت کروں گا۔

گڈو (حیران ہوتے ہوئے) وہ کیسے؟

ننھا: ہاں! دیکھو بخاری شریف میں حدیث نمبر ۳۵۵۳ ہے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عین دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام بطحاء میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے وضو مبارک فرمایا پھر آپ نے (مسافر ہونے کی بناء پر) ظہر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں اور پھر عصر کی بھی دو رکعتیں ادا فرمائیں اور پھر لوگ کھڑے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں مبارک کو اپنے چہروں سے مس کرنے لگے یعنی چومنے لگے۔ تو حضرت ابو جحیفہ نے فرمایا کہ اس وقت میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو اپنے چہرے سے جو لگایا تو معلوم یہ ہوتا تھا کہ آپ کے ہاتھ مبارک وہ تو برف سے بھی زیادہ ٹھنڈے کستوری سے بھی زیادہ معطر تھے۔ ہاں اب بتاؤ یہ ہاتھوں کا چومنا نہیں تو اور کیا ہے۔ ممکن ہے آپ اس میں کوئی تاویل کریں تو اس کی تائید کیلئے ابوداؤد شریف سے بھی ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت زارع جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے وفد عبدالقیس

میں شامل تھے انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ شریف آئے تو ہم اپنی سواریوں سے جلدی اترے اور ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو چوما۔ (رقم الحدیث:5225)

اس حدیث پاک میں بڑی صراحت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور قدمین شریفین کو چوما کرتے تھے

گڈو (لاجواب ہوکر بات بدلتے ہوئے) او ننھے! تو پھر بھاگ گیا نا، رفع یدین کے مسئلہ سے! دیکھ ہمارے پاس اس بارے میں صحابہ کرام سے پچاس روایات ہیں اور چار سو تابعین اور دیگر علماء وغیرہ کے آثار موجود ہیں تو تمہارے پاس کیا ہے۔ اب جواب دو!

ننھا: گڈو بھائی! آپ کا یہ کہنا کہ ہمارے پاس اتنی اتنی روایات ہیں بالکل غلط ہے۔

گڈو: او ننھے! دیکھ جھوٹ نہ بول اور بغیر تحقیق کے بات نہ کیا کر۔

ننھا: او گڈو بھائی! میری بات تو مکمل ہونے دو، نا! پھر بات کرنا

گڈو: (جوش میں) ہاں بتا تو کہنا کیا چاہتا ہے۔

ننھا: (ہاتھ جوڑتے ہوئے) گڈو بھائی! پہلے میری بات غور سے سنو پھر بات کرنا ورنہ جوش اور غصہ میں کبھی حق واضح نہیں بھی ہوتا ہے۔

گڈو: ہاں جلدی بول! تو کہنا کیا چاہتا ہے۔

ننھا: میرا سوال صرف اتنا ہے کہ آپ کے علماء کا زور صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث شریف پر ہی کیوں ہوتا ہے باقی حدیثوں سے استدلال کیوں نہیں کرتے؟

گڈو: دیکھ، پھر تو نے ایک نئی جہالت کا آغاز کر دیا ہے، ابوحمید ساعدی کی حدیث اس

بارے میں بالکل واضح ہے۔

ننھا: یہ حدیث کہاں ہے؟

گڈو: یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے۔

ننھا: حدیث شریف ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی!

گڈو: ہاں ہاں یہ لو ننا! ننھے منے

ننھا: او مینا تم پڑھو یہ حدیث کیونکہ تم تو یارسول اللہ اکیڈمی کی طالبہ ہو عربی عبارت پڑھو اور اس کا ترجمہ بھی کرو۔

مینا مجھے دو میں پڑھتی ہوں۔

گڈو یہ لو!

مینا لو سنو! حدیث اور اس کا ترجمہ۔

حدثنا محمد بن عمرو بن عطاء، عن ابی حمید الساعدی قال: سمعته وهو فی عشرة من اصحاب النبی ﷺ احدهم ابو قتادة بن ربعی يقول: انا اعلمکم بصلاة رسول الله ﷺ، قالوا: ما كنت اقدمنا له صحبة ولا اکثرنا له اتیانا. قال: بلی قالوا: فاعرض. فقال: كان رسول الله ﷺ اذا قام الی الصلاة اعتدل قائما ورفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه. فاذا اراد ان یرکع رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه ثم قال: (الله اکبر) ورکع. ثم اعتدل. فلم یصوب راسه ولم یقنع ووضع یدیه علی رکبتیه. ثم قال سمع الله لمن حمده، ورفع یدیه و اعتدل حتی یرجع کل عظم فی موضعه معتدلا. ثم هوی الی الارض ساجدا. ثم قال الله اکبر ثم جافی عضدیه عن ابطیه و فتح اصابع رجلیه ثم

ثنی رجله الیسری و قعد علیها ثم اعتدل حتی یرجع کل عظم فی موضعه معتدلا ثم هوی ساجدا ثم قال الله اکبر ثم ثنی رجله و قعد واعتدل حتی یرجع کل عظم فی موضعه ثم نهض ثم صنع فی الرکعة الثانیة مثل ذلك حتی اذا قام من السجدتین کبر ورفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه کما صنع حین افتتح الصلاة ثم صنع کذلك حتی کانت الرکعة التی تنقضی فیها صلاته اخر رجله الیسری وقعد علی شقه متورکا ثم سلم۔ (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۰۴)

محمد بن عمرو بن عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحمید ساعدی سے دس صحابہ کرام کی موجودگی میں سنا، جن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔آپ نے فرمایا! میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔انہوں نے کہا (آپ ہم سے زیادہ کس طرح جانتے ہیں؟ جبکہ) نہ تو آپ ہم سے زیادہ پرانے صحبت یافتہ ہیں اور نہ آپکا ہماری بہ نسبت حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں زیادہ آنا جانا تھا۔ توانہوں نے کہا کیوں نہیں،ان صحابہ نے کہا اچھا بیان کرو،(کیا کہنا چاہتے ہو!) حضرت ابوحمید ساعدی نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب نماز کا ارادہ فرماتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوجاتے اور ہاتھوں کو کاندھوں کے برابر اٹھاتے،اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو ہاتھوں کو کاندھوں کے برابر اٹھاتے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع فرماتے، پھر پیٹھ سیدھی رکھتے اور سر کو نہ تو جھکاتے اور نہ ہی بلند رکھتے، ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے اس کے بعد ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے اور ہاتھوں کو اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہوجاتے یہاں تک کہ جسم کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر برقرار ہوجاتا۔ پھر سجدہ کرتے ہوئے زمین کی طرف جھکتے پھر اللہ اکبر کہتے، پھر ہاتھوں کو بغلوں سے دور رکھتے اور پاؤں کی انگلیوں کو کشادہ رکھتے، پھر

بایاں پاؤں ٹیڑھا کر کے اس طرح اعتدال سے بیٹھتے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ بیٹھ جاتی، پھر سجدہ کیلئے جھکتے اور اللہ اکبر کہتے پھر بایاں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھتے اور اس اعتدال کے ساتھ بیٹھتے کہ تمام ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آ جاتیں، پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت میں وہی عمل کرتے جو پہلی رکعت میں کیا یہاں تک کہ جب دونوں سجدوں (دو رکعتوں) سے اٹھتے تکبیر فرماتے، ہاتھوں کو کاندھوں تک بلند کرتے جیسا کہ شروع نماز میں اٹھاتے تھے، یہی عمل دوہراتے رہتے یہاں تک کہ آخری رکعت کو مکمل فرماتے تو بایاں پاؤں پیچھے ہٹا لیتے اور سرین کے بل بیٹھ جاتے پھر سلام پھیرتے۔

ننھا: دیکھو گڈو بھائی! جب ہماری باری آتی ہے تو آپ لوگ کہتے ہو کہ بخاری سے دکھاؤ جب اپنی باری آتی ہے تو حوالہ کیلئے 'ترمذی'؟، یہ کیا بات ہوئی میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھوتھو۔

گڈو: دیکھا حدیث تو آ گئی نا! او پیارے ننھے منے تو اب مان بھی جاؤ ضد نہ کرو۔

ننھا: یہ حدیث شریف تو ہماری تائید کر رہی ہے۔

گڈو: (ایک دم سے اکھڑتے ہوئے) ہاں ہاں اس سے بڑی بھی کوئی جہالت ہو تو سامنے لے آؤ۔

ننھا: وہ کیسے؟

گڈو: دیکھ نہیں رہے ہو! کہ حضرت ابوحمید ساعدی دس صحابہ کی موجودگی میں رفع یدین کی بات کر رہے ہیں اور وہ تمام صحابہ ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

ننھا: ہاں گڈو بھائی! یوں نہ کہو کہ وہ دس صحابہ ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں بلکہ یوں کہو کہ وہ ان دس صحابہ کی مخالفت میں بات کر رہے ہیں اور اس حدیث شریف سے تو یہ بات ثابت نہیں ہو رہی کہ ان صحابہ میں سے کوئی بھی ان کی تائید کر رہا ہو

گڈو: دیکھو اونھے! ابوحمید ساعدی ان تمام صحابہ سے کہہ رہے ہیں کہ انا اعلمکم بصلاۃ رسول اللہ ﷺ کہ میں تمہاری بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں۔

ننھا: او گڈو بھائی! دیکھو یہ جملہ (میں تمہاری بہ نسبت حضور ﷺ کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں) بتلا رہا ہے کہ وہ باقی دس صحابہ رفع یدین نہیں کرتے ہونگے جب ہی تو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ میں زیادہ جانتا ہوں کیونکہ اگر باقی صحابہ بھی رفع یدین کرتے ہوتے تو آپ یہ نہ فرماتے کہ میں زیادہ جانتا ہوں بلکہ فرماتے کہ جس طرح آپ حضرات جانتے ہیں میں بھی اسی طرح جانتا ہوں اور ان کی اسی بات کو کہ وہ زیادہ جانتے ہیں صحابہ کرام نے رد کرتے ہوئے کہا کہ ما کنت اقدمنا له صحبة ولا اکثرنا له اتيانا (کہ آپ یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہو) جبکہ آپ نہ تو ہماری بہ نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحبت یافتہ ہو اور نہ ہی ہماری بہ نسبت آپ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں زیادہ آنا جانا رہا ہے۔

گڈو: او ننھے! کیا تو دیکھتا نہیں ہے کہ آگے روایت میں آ رہا ہے کہ قالوا صدقت هكذا صلى النبي صلى الله عليه واله وسلم (انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا اسی طرح نبی ﷺ نے نماز پڑھی)۔

ننھا: گڈو بھائی! ذرا غور تو کرو کہ یہ حدیث شریف دوسری ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ہے عبدالحمید بن جعفر وہ تو ضعیف ہے۔ دیکھو اس کے بارے میں محدثین کرام کے ریمارکس ملاحظہ ہوں۔

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ امام سفیان اسے قدریہ ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار

دیتے تھے اور یحیٰ بن سعید خود اس سے روایت کرنے کے باوجود بھی اسے ضعیف کہتے تھے۔امام ثوری اسے ضعیف قرار دیتے تھے۔ابن حبان نے کہا عبدالحمید بن جعفر بسا اوقات خطا کرتے تھے اس لئے امام ثوری نے اسے ضعیف قرار دیا اور امام نسائی نے کتاب الضعفاء میں فرمایا وہ قوی نہیں۔

(تہذیب التہذیب، ص۔۱۱۲ ج۔۶)

گڈو: دیکھا او ننھے! ابوداؤد میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

ننھا: گڈو بھائی! معلوم ہوتا ہے کہ تم اب بالکل بوکھلا گئے ہو۔کیا آپ ملاحظہ نہیں کرتے ہو ابوداؤد شریف میں یہ باتیں ایک حدیث میں آئی ہیں مگر دیکھو تو سہی اس حدیث شریف کی سند میں بھی عبدالحمید بن جعفر راوی موجود ہے تو بات تو ایک ہی ہوگی نا! کہ جس عبدالحمید بن جعفر کی وجہ سے ترمذی شریف کی حدیث ضعیف ہو رہی ہے کیا اسکی وجہ سے ابوداؤد شریف کی حدیث ضعیف نہ ہوگی

گڈو ٹھیک ہے یہ حدیث تو سند کے اعتبار سے ضعیف ہوگئی کیونکہ اس میں عبدالحمید بن جعفر راوی ہے مگر یہ تو بتا اس حدیث کی دوسری سند بھی تو ہے اسے تو ضعیف کیسے کہے گا

ننھا (حیران ہوتے ہوئے) وہ سند کونسی ہے ذرا ہمیں بھی دکھاؤ۔

گڈو (مذاق اڑاتے ہوئے) دیکھا او ننھے! اب تو تجھے ماننا ہی پڑے گا۔سن اور اس سند کو برداشت کر

ننھا (بے صبری سے) گڈو بھیا بتا بھی دو وہ سند کونسی ہے۔

گڈو (چڑاتے ہوئے) اب تیرا پتا چلے گا۔سند سن۔

یحیٰ و سعید بن ابی مریم قالا حدثنا عطاف بن خالد قال حدثنی محمد

بن عمر و بن عطاء قال حدثنی رجل انه وجد عشرة من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلوسا۔ (طحاوی شریف۔ص:178۔جلد نمبر 1)

یحیٰ اور سعید بن ابی مریم نے کہا کہ ہمیں حدیث پاک بیان کی عطاف بن خالد نے انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن عطا نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی کسی ایسے شخص نے جس نے نبی اکرم ﷺ کے دس صحابہ کو بیٹھا ہوا پایا۔

ننھا (اچانک اچھلتے ہوئے) اوگڈو بھیا دیکھو، دیکھو تم بڑی صفائی سے ہاتھ دکھا رہے ہو اگرچہ اس سند میں عبدالحمید بن جعفر راوی تو نہیں ہے مگر ایک ایسے راوی کا ذکر ہو رہا ہے جو بالکل گمنام ہے۔آپ ذرا خود اس سند کو ملاحظہ کریں کہ محمد بن عمرو بن عطاء نے کہا کہ مجھے کسی شخص نے یہ بات بیان کی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے دس صحابہ کرام کو بیٹھا ہوا پایا۔ یہاں پر یہ پتا نہیں چل رہا کہ وہ شخص جس نے ان دس صحابہ کو پایا کون تھا۔ کیونکہ یہاں پر کلمات اس طرح ہیں۔عن محمد بن عمرو بن عطاء قال حدثنی رجل۔یعنی محمد بن عمرو بن عطا نے کہا کہ مجھے کسی مرد نے حدیث بیان کی اب وہ مرد کون ہے یہ بات معلوم نہیں۔

گڈو اوننھے! کیا تو نے وہ دوسری روایت نہیں دیکھی جس میں محمد بن عمرو بن عطاء ڈائریکٹ ابوحمید ساعدی سے روایت کر رہے ہیں۔

ننھا گڈو بھیا! آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ محمد بن عمرو بن عطاء کی ملاقات ابوحمید ساعدی سے ہوئی ہی نہیں تو اگر کہیں محمد بن عمرو بن عطاء ابوحمید ساعدی سے روایت کریں تو یہ بات خود بخود سمجھ لینی چاہئے کہ کوئی اور راوی ہے جو کہ ابوحمید ساعدی کی حدیث محمد بن عمرو بن عطاء کو بیان کر رہا ہے اور اب یہاں آپ ملاحظہ فرمالیں کہ وہ کون ہوسکتا ہے جو کہ محمد بن عمرو بن عطاء اور ابوحمید ساعدی

کے درمیان ہے تو اس کا بیان تو وہی پہلی حدیث میں آچکا ہے کہ وہ ایک نامعلوم شخص ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں معلوم ہی نہیں کہ وہ کون ہے اور کتنا سچ بولتا ہے اور کتنا جھوٹ بولتا ہے اس لیے ایسی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے اور جب کہ یہاں اس بات کی تائید امام شعبی کے اس قول سے بھی ہورہی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع نہ تو ابوحمید ساعدی سے ہے اور نہ ان کے ساتھیوں سے۔

(عمدۃ القاری۔ج:4،ص:381)

گڈو اونھے! کیا تو نے امام بخاری کا وہ قول نہیں سنا کہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ محمد بن عمرو بن عطاء کی ملاقات ابوحمید ساعدی کے ساتھیوں سے ہے

ننھا گڈو بھیا! اگرچہ امام بخاری نے یہ بات فرمائی ہوگی لیکن امام شعبی نے انکے سماع کا انکار کیا ہے اور امام شعبی کی بات کی تائید اس روایت سے ہورہی ہے جس میں خود محمد بن عمرو بن عطاء نے کہا حدثنی رجل انه وجد عشرة من اصحاب النبی ﷺ جلوسا کہ مجھے کسی مرد نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے دس اصحاب کو بیٹھے ہوئے پایا۔ لہٰذا ہمیں بھی محدثین کے مطابق اصولاً امام شعبی کی بات کو ترجیح دینی ہوگی۔ اسی لئے تو آپ سے بار بار کہتا ہوں کہ آپ کے پاس حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کے علاوہ کوئی اور ٹھوس دلیل نہیں ہے۔

گڈو: اونھے! سوچے سمجھے بغیر بات نہ کیا کر۔ ہمارے علماء تو اپنی تمام روایات سے استدلال کرتے ہیں تب ہی تو ہم کہتے ہیں کہ پچاس صحابہ کی روایات اور چار سو آثار واحادیث ہمارے پاس ہیں۔

ننھا: گڈو بھائی! صرف کہنے سے کیا ہوتا ہے بلکہ ان تمام سے ثابت کرکے دکھاؤ نا!

تب بات ہوگی۔

گڈو: ہمارے علماء روایات پیش کرتے تو رہتے ہیں اور کیا کریں؟

ننھا: نہ بھیا! آپ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں نے رفع یدین کیا دیکھو یہاں یہ لکھا ہے فلاں نے بھی کیا۔ آپ جس صحابی کی روایات پیش کرتے ہو ان کے بارے میں وضاحت تو کرو، نا! کہ وہ رفع یدین کس طرح کرتے تھے مثلاً وہ سَر تک ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے، کانوں تک یا کاندھوں تک یا سینہ تک اور نماز میں کس کس موقع پر؟ رکوع میں جاتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے ہوئے اور سجدوں کے وقت وغیرہ وغیرہ۔

گڈو (اکڑتے ہوئے) او ننھے! تیری سمجھ میں کیا اتنی سی بات بھی نہیں آتی کہ رفع یدین تو بس رفع یدین ہوتا ہے اور سب کا ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔

ننھا پیارے گڈو بھائی! تمہارا یہ کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم میں حدیث شریف ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی رسول ہیں ان کا رفع یدین کانوں تک ہوا کرتا تھا جیسا کہ مسلم شریف کے کلمات یوں آتے ہیں کہ مالک بن حویرث نے کہا ان رسول اللہ ﷺ کان اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ بیشک رسول اللہ ﷺ جب تکبیر فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر بلند فرماتے تھے (صحیح مسلم۔ جلد اول صفحہ ۱۶۸) اور اسی طرح وائل بن حجر کی رفع یدین بھی کانوں تک ہوا کرتی ہوگی کیونکہ ان سے جو روایت آئی ہے وہ بھی اسی طرح ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رفع یدین اس طرح کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں کو کانوں تک بلند فرمایا (صحیح مسلم۔ جلد اول صفحہ ۱۷۳)

جبکہ آپ حضرات تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہو کہ رفع یدین کاندھوں تک ہونی چاہیے تو اب خود بتاؤ کہ یہ کہنا کہ رفع یدین تمام کی ایک طرح کی ہوتی تھی کہاں تک درست ہے۔اچھا مجھے اتنا بتاؤ تم لوگ سجدہ میں جاتے ہوئے رفع یدین کیوں نہیں کرتے ہو؟

گڈو (زِچ ہوتے ہوئے)اس ساری بات سے تو ثابت کیا کرنا چاہتا ہے؟

ننھا: ہم تو فقط اتنا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جب رفع یدین ہر ایک کی ایک جیسی نہیں ہے تو آپ کا یہ کہنا کہ فلاں بھی رفع یدین کرتا تھا اور فلاں بھی کرتا تھا کیسے درست ہوسکتا ہے۔جب تک آپ یہ ثابت نہ کردیں کہ ان تمام کا رفع یدین ایک طرح کا ہوتا تھا۔پس آپ کی سمجھ میں یہ بات آجانی چاہیے کہ آپ کو اس وقت تک یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے کہ فلاں بھی کرتا تھا اور فلاں بھی جب تک آپ یہ ثابت نہ کردیں کہ ان تمام کی رفع یدین ایک ہی طرح کی ہوا کرتی تھی کیونکہ اس طرح تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ رفع یدین تو ہم بھی کرتے ہیں اور ہمارا رفع یدین کرنا تو صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کے مطابق ہے۔

گڈو او ننھے! وہ تو صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

ننھا: ہاں گڈو بھائی! یہی تو میں ثابت کرنا چاہتا تھا۔کہ دیکھو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین کرتے تھے مگر ان کا رفع یدین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے رفع یدین جیسا نہیں ہے۔پس ہم نے کئی صحابیوں کا رفع یدین ثابت کردیا جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے رفع یدین کی

طرح کا نہیں ہے۔تو ہو سکتا ہے جن حضرات کا آپ سرسری ذکر کر رہے ہیں اور ان کی کوئی تفصیل بھی صحیح حدیثوں میں نہیں آئی ہے تو ان کا رفع یدین بھی حضرت عبداللہ بن عمر سے مختلف ہو۔ جبکہ ہم نے یہ بات ثابت بھی کر دی کہ صحابہ کا رفع یدین ایک طرح کا نہیں ہوتا تھا۔تو جناب عالی آپ کا یہ کہنا تو جاتا رہا کہ فلاں بھی کرتا تھا اور فلاں بھی کرتا تھا۔اب آپ کی بات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے خود بتاؤ تو سہی۔

گڈو اونھے! تو بڑا چالاک اور باتونی ہوتا جا رہا ہے میں ابھی تیری خبر لیتا ہوں۔

ننھا (بات کاٹتے ہوئے) اچھا گڈو بھیا! کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ آپ کسی اور حدیث سے استدلال کر سکتے ہیں کیونکہ آپ بڑے مزے سے یہ کہہ تو دیتے ہیں۔ حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ رفع یدین کرتے تھے لیکن اگر آپ سے پوچھا جائے کہ کوئی صحیح حدیث پیش کریں جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی رفع یدین کا مکمل طریقہ ذکر ہو۔ میری معلومات کے مطابق آپ کے پاس کوئی ایک بھی ایسی حدیث نہیں ہے جسے آپ پیش کر کے کہہ سکیں کہ یہ ہے وہ حدیث شریف جس میں حضرت عمر اور حضرت علی کی مکمل رفع یدین ہے اور اسکی بناء پر ہم رفع یدین کرتے ہیں۔ جب آپ ایسا نہیں کر سکتے ہو تو آپ کو یہ حق بھی نہیں ہے کہ آپ ان کی رفع یدین کو کوڈ کریں اور حوالہ کے طور پر پیش کریں بس لے دے کے آپ کے پاس صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث شریف ہی رہ جاتی ہے

گڈو اچھا ننھے! بہرحال حضرت عبداللہ بن عمر کی صحیح حدیث سے تو ہمارا رفع یدین کرنا

ثابت ہے اور اس میں مکمل رفع یدین کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ تو تم بھی کرلو، نا!
اس میں حرج ہی کیا ہے۔

ننھا: گڈو بھائی! دیکھو اس میں ایک کمی ہے کہ تم لوگ سجدہ میں جاتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے ہو۔ بہر حال ایک جگہ تو نماز میں رفع یدین سے خالی رہ گئی نا جب کہ تم اس میں اللہ اکبر کہتے بھی ہو۔ مگر پھر بھی رفع یدین کرتے نہیں ہو۔

گڈو: تو تم اس سے ثابت کیا کرنا چاہتے ہو؟

ننھا: گڈو بھائی! ہم اس سے فقط یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس صحابی کی رفع یدین پر عمل کرو جس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔

گڈو: اچھا ننھے تو! تو بتادے نا وہ کون سے صحابی ہیں جن کی رفع یدین میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے۔

ننھا: تو سنو گڈو بھیا! صرف اور صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے رفع یدین میں کوئی ابہام نہیں۔

گڈو: وہ کس طرح ذرا سمجھاؤ تو سہی۔

ننھا: ہاں گڈو بھائی! دیکھو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں واضح ہے کہ آپ صرف نماز کے شروع ہی میں رفع یدین فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ نہیں

گڈو: تو ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفع یدین میں ابہام ہوسکتا ہے کہ وہ باقی مقام پر رفع یدین کرتے ہوں مگر ان کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔

ننھا: نہ گڈو بھیا! نا! تم یہ بات نہیں کہہ سکتے ہو کیونکہ حدیث شریف میں اس بات کی صراحت آئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر تحریمہ

یعنی نماز کے شروع کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(جامع ترمذی: ص:65 مطبوعہ کراچی)

گڈو: دیکھو ننھے! تو یہ کس طرح کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ایسے صحابی ہیں جن کی رفع یدین میں کوئی اختلاف نہیں ہے، جبکہ امام بخاری نے جزء رفع یدین میں ایک روایت پیش کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی رکوع میں رفع یدین کیا۔

ننھا: او گڈو بھائی! اتنا مبالغہ بھی نہیں ہونا چاہیے دیکھو جو حدیث شریف آپ نے پیش کی ہے اس کے کلمات میں پڑھتا ہوں اور صحیح ترجمہ مینا کرے گی۔

عن علقمة ان عبدالله رضی الله عنه قال علمنا رسول الله ﷺ الصلاة فقام فكبر ورفع يديه ثم ركع فطبق يديه فجعلهما بين ركبتيه فبلغ ذالك سعدا فقال صدق اخی الا بل قد كنا نفعل ذالك فی اوّل الاسلام ثم امرنا بهذا

(جزء رفع یدین للبخاری رقم الحدیث 33)

مینا اب تم ترجمہ کرو۔

مینا: حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سکھلائی پس آپ کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ اس حال میں کہی کہ آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا (رفع یدین کی) پھر جب رکوع فرمایا، پس آپ نے تطبیق فرمائی کہ اپنے ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کے درمیان میں رکھا تو حضرت سعد کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا میرے بھائی نے سچ کہا کہ ہم یہ تطبیق ابتداءِ اسلام میں کیا کرتے تھے

مگر بعد میں ہمیں اس کا (یعنی گھٹنے پکڑنے کا) حکم دیا گیا تھا۔

گڈو دیکھوابھی تم نے حدیث پڑھی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نماز میں تطبیق کیا کرتے تھے یعنی رکوع کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان رکھا کرتے تھے۔ جبکہ حضرت سعد نے فرمایا کہ ہاں ہم شروع میں یوں کیا کرتے تھے مگر بعد میں ترک کر دیا تھا دیکھو عبداللہ بن مسعود کو اس کا علم نہ ہوا کیونکہ اس قسم کے واقعات سے تو حدیثوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں کہ ایک صحابی کو ایک بات کا علم نہ ہوا ہو جبکہ دوسرے کو علم ہو۔ تو ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو رفع یدین کرنے کا علم نہ ہوا ہو۔

ننھا: (شور مچاتے ہوئے) بالکل غلط، بالکل غلط! یہ بات نہیں بنے گی۔ بلکہ جب ہی تو ہم یہ کہتے ہیں تطبیق جو کہ گھٹنوں کے درمیان میں ہاتھ رکھ کر کی جاتی تھی وہ بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوشیدہ نہ رہی تو اگر رفع یدین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کرتے ہوتے جو کہ اس تطبیق سے زیادہ واضح ہوتا ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ کیونکہ تطبیق رکوع میں ہاتھوں کو ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنا تو ایک رکعت میں ایک مرتبہ تھی رفع یدین تو ایک رکعت میں آپ کے کہنے کے مطابق رکوع میں جاتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے ہوئے دو رکعتوں کے بعد بار بار کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ الگ بات ہے کہ اس تطبیق کے منسوخ ہونے کی اطلاع آپ کو نہ ملی ہو کہ بعد میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کے کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ پس ثابت ہو گیا کہ آپ لوگوں کا استدلال درحقیقت صرف اور صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ہے اور جتنی بھی احادیث

مبارکہ آپ لوگ پیش کرتے ہیں وہ تمام کی تمام آپکی رفع یدین کو مکمل طور پر بیان نہیں کر رہی ہیں۔ہاں ایک حدیث حضرت مالک بن حویرث کی ہے جو کہ آپ کے موقف کی تائید کرسکتی تھی۔مگر آپ حضرات نے خود ہی اس کو ترک کر دیا ہے کیونکہ اس حدیث شریف میں ہے کہ حضرت مالک بن حویرث کاندھوں کی بجائے کانوں تک ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے (مسلم شریف:ج:1ص: 168)

آپ خود ملاحظہ تو فرمائیں کہ یہ ذرا سا فرق تک تو آپ حضرات کو گوارہ نہیں ہے اور ایک حدیث صحیح کو ترک کر دیا تو وہ حدیثیں آپکی مستدل کیسے ہوسکتی ہیں جن کی تفصیلات کا ذکر ہی نہیں ہے۔خود انصاف تو کرو اپنی تائید میں حدیثیں بخاری سے پیش نہیں کرتے بلکہ دیگر کتابوں سے پیش کرتے ہو۔مگر جب ہماری باری آتی ہے تو شور مچا دیتے ہو کہ بخاری سے دکھاؤ، بخاری سے دکھاؤ۔ورنہ ہم نہ مانیں گے۔یہ بات واضح رہے کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کا جواب دے دیا جائے تو آپ حضرات کے پاس تو کوئی ایک بھی ایسی دلیل نہیں رہ جائے گی جسکی بنا پر آپ لوگ رفع یدین کو ثابت کرسکیں۔

گڈو: او ننھے! دیکھ ہمارے پاس تو پچاس صحابہ کی روایات ہیں تمہارے پاس کتنے صحابہ کی روایات ہیں

ننھا: (کھلکھلاتے ہوئے) او گڈو! اس کا جواب تو میں نے دے دیا ہے کہ یہ باتیں صرف اور صرف کہنے کی ہیں جبکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں آپکی اس بات پر تو ہماری بستی مصطفیٰ آباد کے مولوی غلام نبی کی بات یاد آتی ہے کہ جب رفع یدین کرنے والے ان کے پاس آئے اور مناظرے کی بات کرنے لگے------

گڈو (بات کاٹتے ہوئے) او ننھے! تو اسی مولوی کی بات کر رہا ہے جو کہ بالکل ہی جاہل ہے اسے کچھ آتا جاتا تو ہے نہیں اس بچارے نے کیا مناظرہ کیا ہوگا۔

ننھا (کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے) او گڈو بھیا! ایسا نہ کہو کیونکہ دیکھو تو سہی کہ اس نے مناظرہ چند منٹ میں کیسے جیت لیا۔

گڈو (حیران ہوتے ہوئے) وہ کیسے؟

ننھا لو سنو! جب وہ لوگ ہمارے بیچارے مولوی صاحب کے پیچھے پڑ گئے اور پوری بستی بھی وہاں تماشا دیکھنے کیلئے اکٹھی ہوگئی تو مولوی صاحب کو بھی غصہ آ گیا اور کہنے لگے بتاؤ تم کہتے کیا ہو۔ ان لوگوں نے کہا مولوی صاحب ہمارے پاس پچاس صحابہ ایسے ہیں جو رفع یدین کیا کرتے تھے تو مولوی صاحب غصہ اور جوش میں کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو دیکھو یہ کیا کہہ رہے ہیں انکا کہنا ہے کہ انکے ساتھ پچاس صحابہ ہیں لہذا پہلے یہ بتاؤ کہ کل صحابہ کتنے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ تو مولوی صاحب نے کہا انکا کہنا ہے کہ کل پچاس صحابہ رفع یدین کرتے تھے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے باقی تو ہمارے ساتھ ہیں وہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔ اب دیکھو کن کے ساتھ زیادہ صحابہ کرام ہیں؟ پس اس وقت نعرہ تکبیر و نعرہ رسالت لگ گیا۔

گڈو او ننھے! تیری طرح تیرا مولوی صاحب بھی بڑا تیز نکلا۔

ننھا: ہاں تو گڈو بھیا! آپ کہہ رہے تھے۔ آپ کی اتنی روایات ہیں اس کا جواب تو ایک جملہ میں دے دیا ہے کہ کیا ان میں سے سوائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے کوئی روایت ایسی ہے جس سے آپ لوگ اپنی رفع یدین

ثابت کر کے دکھا سکیں ؟/!

گڈو اونھے! تو بڑا تیز ہو گیا ہے ہاں یہ تو ایک حقیقت ہے کہ سوائے روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں جس سے ہم لوگ اپنی رفع یدین صحیح طور پر ثابت کر سکیں۔ بہر حال یہ ایک روایت ہی ایسی ہے جو سو پر بھاری ہے۔

ننھا: او گڈو بھائی! پہلے یہ بات تو مان لو کہ آپ لوگوں کے پاس درحقیقت ایک ہی روایت ہے! اچھا آپ حضرات کا یہ شور مچانا کہ ہمارے پاس پچاس روایات اور چار سو آثار ہیں۔ صرف باتیں ہی باتیں ہیں جبکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جو احادیث آپ کی مُستَدَل ہی نہیں انہیں دلیل کے طور پر پیش کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر وہ حدیثیں آپ کے علماء کی مستدل ہیں تو انہوں نے ان سے استدلال کیوں نہیں کیا اور وہ صرف حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی استدلال کیوں کرتے ہیں۔ ہاں اس بات کو اس زاویہ سے بھی دیکھو پھر اس کا جواب دو کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث شریف الگ کر دی جائے تو آپ کے ہاتھ میں کون سی ایسی حدیث ہے جس سے آپ استدلال کریں گے اور اپنے رفع یدین کو مکمل طور پر ثابت کر سکیں گے۔

گڈو او ننھے! میری بات تو سنو! ہم ان حدیثوں سے واقعی استدلال تو نہیں کر رہے لیکن ہم تو بس اتنا بیان کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو یہ حضرات بھی رفع یدین کرتے تھے۔

مینا: (بات کاٹتے ہوئے) یعنی آپ یہی کہنا چاہتے ہو نا کہ اتنے صحابہ رفع یدین

کرتے تھے اور آپ تو فقط یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو حضرت ابوبکر وعمر وغیرہ حضرات بھی رفع یدین کرتے تھے ۔لہٰذا حدیث حضرت عبداللہ بن عمر بالکل صحیح اور درست ہے۔یہی بات ہے نا!

گڈو (گڑبڑاتے ہوئے) دراصل اب تم دونوں مل گئے ہو اس لئے میں تمہاری باتوں کی بناء پر چکرا جاتا ہوں اچھا میں سوچ کر بتاتا ہوں (پھر گڈو کچھ دیر سوچتے ہوئے) ہاں بات تو یہی ہے۔

ننھا (تو اس پر ننھا سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے) او گڈو بھیا! پھر اصل تو حدیث، عبداللہ بن عمر کی ہوئی نا۔تو اگر ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ایک معقول جواب پیش کر دیں تو پھر تمہاری ساری کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے گر جائیگی۔

مینا او ننھے بھیا! مجھے تو بولنے دو، دیکھو گڈو بھائی اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رفع یدین نہیں کرتے تھے۔۔۔۔

گڈو (بات کاٹتے ہوئے) او بھائی! تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔جب کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رفع یدین کیا کرتے تھے۔

ننھا گڈو بھیا! یہ تو ہمارا کام ہے نا کہ ہم ثابت کریں گے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رفع یدین نہیں کرتے تھے یا یوں کہہ لو کہ آپ نے آخر میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا

گڈو: او ننھے! تیرا نام تو ''ننھا'' ہے مگر ہے بڑا چالاک اور تیز! دیکھو ایک بات کرو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رفع یدین کرتے تھے یا نہیں کرتے تھے۔

مینا: (درمیان میں ٹپکتے ہوئے) گڈو بھیا! دیکھو خواہ مخواہ میرے بھائی کے ساتھ زیادتی نہ کرو کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رفع یدین نہیں کرتے تھے یا بعد میں چھوڑدیا بات تو ایک ہی ہے نا یعنی انہوں نے شروع میں کیا ہو مگر بعد میں چھوڑ دیا تھا اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

ننھا: اوگڈو بھائی!۔۔۔۔۔۔ذرا دیکھو تو سہی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہوتی ہے کہ یہ حضرات بھی اسی طرح رفع یدین کرتے تھے جس طرح حضرت عبداللہ بن عمر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

گڈو: نہیں ہمارے پاس کئی حدیثیں ہیں۔

ننھا: اوگڈو بھائی! آپ کے پاس درحقیقت سوائے عبداللہ بن عمر کی روایت کے کوئی بھی حدیث نہیں ہے اور یہ بات میں بار بار ثابت کر چکا ہوں

گڈو: دیکھ پھر تو نے جہالت دکھائی نا۔

ننھا: (اپنا سامنہ لیتے ہوئے) بھیا! وہ کیسے؟

گڈو: عبداللہ بن عمر کی اکیلی حدیث ہی اتنی قوی ہے کہ کوئی بھی صرف اسے دیکھ کر ہی رفع یدین کر سکتا ہے۔

ننھا: گڈو بھیا! تمہاری یہ بات تو اس وقت درست ہوتی نا کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمیشہ رفع یدین کرتے رہتے مگر جب خود انہوں نے ہی اسے بعد میں چھوڑ دیا تو پھر آپ ہمیں ایسا کرنے پر کیوں مجبور کرتے ہو؟

گڈو: نہ او ننھے! یہ ساری باتیں لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں۔کیا امام بخاری ایسے بے وقوف تھے کہ عبداللہ بن عمر کی وہ حدیث نقل کر دی جو کہ خود ان کی معمول بہ نہ رہی تھی۔یعنی وہ خود تو اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

ننھا: گڈو بھائی! یہ تو ہمیشہ سے ہوتا چلا آ رہا ہے کہ محدثین تو تمام روایات پیش کرتے ہیں اگر وہ ایسی تمام روایات پیش نہ کریں اور اپنی مرضی سے حدیثیں کاٹتے چلے جائیں تو دین کا حلیہ بگڑ جائے گا۔

گڈو: دیکھو او ننھے! تو نے بڑی چالاکی سے ہماری تائید کرنے والی احادیث کو ہم سے خورد برد کر دیا ہے۔ لیکن تو عبداللہ بن عمر کی حدیث کا تو کچھ بھی نہ کر سکے گا۔

ننھا: گڈو بھائی! ذرا ٹھہرو تو سہی ابھی تو تم نے اس ننھے کے ننھے ہاتھ کیا دیکھے ہیں اب تو موقع ملا ہے ہاتھ دکھانے کا،

گڈو اچھا ننھے تو یہ بتا کہ بخاری شریف میں جو آیا ہے أن ابن عمر، كان "إذا دخل في الصلاة كبر ورفع يديه، وإذا ركع رفع يديه، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، رفع يديه، وإذا قام من الركعتين رفع يديه (رقم الحدیث۔ 739) کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے ہوئے ہاتھوں کو بلند کرتے اور جب رکوع کرتے تو ہاتھوں کو بلند کرتے اور جب سمع الله لمن حمده کہتے تو ہاتھوں کو بلند کرتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے۔ اس روایت میں یہ بات بڑی واضح ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھوں کو بار بار اٹھاتے تھے، اب اسکا تیرے پاس کیا جواب ہے

ننھا گڈو بھیا یہ تو بتاؤ کہ بخاری شریف میں یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ہر رفع یدین میں اپنے ہاتھوں کو کاندھوں تک بلند کرتے تھے

گڈو او ننھے کیا تجھے نظر نہیں آ رہا کہ بخاری شریف میں دوسری روایات اس طرح ہیں

(1) أخبرنا سالم بن عبد الله، أن عبد الله بن عمر رضي الله

عنهما، قال: " رأيت النبی صلی الله علیه وسلم افتتح التکبیر فی الصلاة، فرفع يديه حين يکبر حتی يجعلهما حذو منکبيه، وإذا کبر للرکوع فعل مثله، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، فعل مثله، وقال: ربنا ولك الحمد، ولا يفعل ذلك حين يسجد، ولا حين يرفع رأسه من السجود "(رقم الحديث 738)

ہمیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ نے نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ فرمائی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے شانوں کے برابر بلند کیا اور جب آپ نے رکوع کے لئے تکبیر فرمائی تو اسی کی مثل کیا اور جب سمع الله لمن حمده کہا تو اسی کی مثل کیا اور آپ نے ربنا ولك الحمد فرمایا اور جب آپ نے سجدہ فرمایا یہ رفع یدین نہیں کیا اور نہ ہی اپنے سر مبارک کو سجدہ سے اٹھاتے ہوئے رفع یدین کیا

(2)عن عبد الله بن عمر قال رايت رسول الله ﷺ اذا قام فی الصلوة رفع يديه حتی تکونا حذو منکبيه وکان يفعل ذالك حين يکبر للرکوع يفعل ذالك اذارفع راسه من الرکوع و يقول سمع الله لمن حمده ولا يفعل ذلك فی السجود

(رقم الحديث 736)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ کھڑے ہوئے نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر ہو گئے اور جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اسی طرح

کرتے اور سمع الله لمن حمده فرماتے، یہ(رفع یدین) سجدہ میں نہ فرماتے۔

ننھا ان احادیث شریف میں یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ بھی کاندھوں تک ہاتھوں کو برابر بلند کیا کرتے تھے۔

گڈو او ننھے! کیا تو دیکھتا نہیں اللہ نے جب تجھے آنکھیں دی ہیں تو انہیں کام میں لا!

ننھا دیکھو گڈو بھیا! ان حدیثوں میں تو صرف اتنا لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے صرف تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو کاندھوں تک بلند کیا مگر بعد میں تو کاندھوں کا ذکر نہیں ہے۔

گڈو او ننھے! اب تیری جہالت الحمدللہ پورے عروج پر پہنچ چکی ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ حدیث میں ہے فعل مثله عبداللہ بن عمر نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اسی کی مثل کیا یعنی آپ نے ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھایا۔

ننھا نہ گڈو بھیا! یہ بات تم نے اپنے طور پر کہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھایا کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ فعل مثله یاکان یفعل ذالك کہ اسی کی مثل کیا (اور یفعل ذالك سے مراد یفعل كذالك ہی ہے، اسی طرح کرتے تھے) یعنی ''اسکی مثل کیا'' سے یہ بات کوئی تھوڑی لازم آتی ہے کہ بالکل پہلے کی طرح ہاتھوں کو بلند کیا تھا یعنی کاندھوں تک اٹھایا تھا دیکھو قرآن کریم میں اسکی کئی مثالیں ہیں کہ مثل سے مراد بالکل ایک جیسا ہونا ضروری نہیں ہوتا سورۂ ال عمران میں ہے

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ۔ (آیت نمبر 59)

کہ عیسٰی علیہ السلام کی مثال اللہ تعالٰی کے نزدیک آدم علیہ السلام کی طرح ہے۔

اب گڈو بھیا دیکھو آدم علیہ السلام کے نہ والد نہ والدہ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی تو والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام، آدم علیہ السلام کی مثل کیسے ہو گئے۔ اس کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے کہ یہاں مماثلت من کل الوجوہ یعنی بالکل ایک جیسا ہونا مراد نہیں بلکہ تھوڑا بہت ہی ایک جیسا ہو جائے تو وہ مثل اور اسکی طرح کہلاتا ہے۔ یعنی آدم علیہ السلام کے نہ والد نہ والدہ اور عیسیٰ علیہ السلام کے صرف والد نہیں ہیں تو اس لیے مماثلت چل گئی، ممکن ہے کہ تم اس آیت میں کوئی تاویل کر دو اس لئے ایک اور آیت پیش کرتا ہوں دیکھو سورۂ انعام میں ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۔ (سورۃ انعام۔ آیت نمبر 38)

اور نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو دو بازوؤں کے ساتھ اڑتا ہے لیکن وہ تمہاری مثل امتیں ہیں۔ یعنی یہ سب تمہاری مثل امتیں ہیں۔ اب آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ آیا یہ حیوانات کیا ہم انسانوں کی طرح ہیں۔ جبکہ ہم تو وضو، نماز، روزہ وغیرہ عبادات کرنے کے مکلف اور پابند ہیں کیا آپ نے کبھی ان کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔ بس میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مثل یعنی اسکی طرح ہونے کا مطلب ضروری یہ نہیں ہوتا کہ مماثلت مکمل طور پر ہو۔

گڈو اونھے! تو اس سے ثابت کیا کرنا چاہتا ہے

ننھا میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ بخاری شریف کی روایات میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ جہاں پر ہاتھوں کو بلند کرنے کا ذکر آیا ہے یعنی رکوع وغیرہ میں اس میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر تو ہے کاندھوں کا ذکر نہیں جس طرح کہ تم اٹھاتے ہو کیونکہ یہاں پر

کاندھوں تک ہاتھ اٹھانے کی تصریح نہیں بلکہ اتنا ہی آتا ہے کہ اسی کی مثل کیا یا اسی طرح کرتے تھے اور جیسا کہ میں ابھی یہ بات بتا چکا ہوں کہ اسی کی مثل وغیرہ کہنے سے بالکل ویسا کرنا ضروری نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہاتھوں کو اسی طرح بلند نہیں کیا تھا جیسا کہ آپ لوگ کرتے ہو بلکہ انکے ہاتھ نیچے ہوتے تھے۔ اچھا اگر ہم یہ بات ثابت کر دیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی رفع یدین تکبیر تحریمہ میں کاندھوں تک ہوا کرتی تھی مگر باقی نماز میں کاندھوں تک نہیں ہوتی تھی تو پھر تو ہماری بات درست ہو جائے گی کہ یہاں پر مکمل مماثلت مراد نہیں ہے اور آپ حضرات جو رفع یدین کرتے ہیں وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی رفع یدین کے مطابق نہیں۔

گڈو (بگڑتے ہوئے) ہاں ثابت کر میں بھی دیکھوں کہ تو کس طرح ثابت کرتا ہے

ننھا گڈو بھیا! ناراض نہ ہو! لو سنو: دیکھو حدیث شریف میں آتا ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ میں نے حضرت نافع (جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام اور شاگرد تھے) سے کہا کہ آیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہلی مرتبہ یعنی تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو باقی رفع یدین کرنے کی بہ نسبت زیادہ بلند کیا کرتے تھے تو نافع نے کہا **لا سواء** کہ برابر بلند نہیں کرتے تھے۔ (ابوداؤد شریف: ص 108، طبع کراچی)

گڈو: (ٹوکتے ہوئے) دیکھ او ننھے! ترجمہ صحیح کر، کہ یہاں **لا سواء** کا کلمہ آیا ہے یعنی نہیں، برابر بلند کرتے تھے۔ یعنی پوری نماز میں ہاتھ ایک جیسے بلند کرتے تھے۔

ننھا: نہ گڈو بھائی! **لا سواء** کا معنی یہی ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ اور باقی رفع یدین میں

برابری نہیں کرتے تھے۔یعنی انکے ہاتھ ایک جتنا بلند نہ ہوتے تھے

گڈو وہ کیسے، تیرے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے۔

ننھا: دیکھو گڈو بھائی! میں اس بات کو لا سیما سے ملاتے ہوئے کسی علمی تحقیق میں نہیں جاتا بلکہ یوں سمجھ لو کہ یہ جملہ تو "روکومت آنے دو" کی طرح کا ہے۔

گڈو: وہ کیسے؟

ننھا وہ ایسے کہ ایک بادشاہ سلامت اپنا دربار لگائے بیٹھے تھے اس کے درباریوں نے کہا کہ حضور والا، جہاں پناہ، دشمن آرہا ہے تو بادشاہ نے کہا روکو! مت. آنے دو۔ بادشاہ تو کہہ رہا تھا روکو، مت آنے دو۔ مگر درباری سمجھ رہے تھے کہ بادشاہ سلامت فرمارہے ہیں روکومت، آنے دو۔یعنی روکومت بلکہ آنے دو۔ جب دشمن آگیا تو اس نے تمام کو قید کر دیا اور بادشاہ سلامت بھی قیدی بن گئے جس طرح ابھی تم بھی ہمارے علمی قیدی بن جاؤ گے۔

گڈو: (بگڑتے ہوئے) او ننھے! خیر تو ہے، تیری زبان بھی ڈیڑھ گز کی ہوگئی ہے۔ بھلا بتا تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ یہاں لا سواء کا مطلب یہی ہے کہ برابر نہیں کرتے تھے۔یعنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ ہاتھوں کو کاندھوں تک بلند نہیں کرتے تھے۔

ننھا گڈو: بھائی! اس کی دلیل اسی حدیث پاک کے اگلے کلمات ہیں۔

گڈو: وہ کیسے؟

ننھا دیکھو لکھا ہے کہ ابن جریج نے حضرت نافع سے کہا کہ آپ ہمیں اشارہ کر کے دکھائیں کہ عبداللہ بن عمر کہاں تک رفع یدین کیا کرتے تھے تو حضرت نافع نے اشارہ کیا "الی الثديين او اسفل من ذلك" یعنی اپنی چھاتی تک

بلکہ اس سے بھی نیچے، پس اب تو ثابت ہو گیا نا! کہ بار بار کاندھوں تک ہاتھ بلند نہیں کرتے تھے

گڈو: او ننھے! ذرا یہ تو بتا یہ حدیث ہے کہاں ؟

ننھا: ہاں گڈو بھائی! آ گئی نا وہی بات کہ بخاری سے دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے۔ دیکھو یہ حدیث ابوداؤد شریف میں ہے (رقم الحدیث 741)

گڈو: (آخری ہچکولے لیتے ہوئے) دیکھ او ننھے! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ تم بخاری کے مقابلہ میں ابوداؤد کی حدیث پیش کرو۔ ظاہر ہے کہ ہم اسے بخاری کے مقابلہ میں کیسے قبول کر سکتے ہیں؟

ننھا اچھا گڈو بھائی! اگر اس طرح قابو نہیں آتے ہو تو یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں یہ پتہ ہے کہ امام بخاری کے نزدیک حدیثوں کی سندوں میں سب سے زیادہ قوی اور پسندیدہ سند کون سی ہے؟

گڈو: ہاں کیوں نہیں، امام بخاری نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کی سندوں میں سلسلۃ الذھب (سونے کی لڑی) تو یہ سند ہے کہ امام مالک روایت کریں نافع سے اور نافع روایت کریں عبداللہ بن عمر سے۔

ننھا اچھا تو گڈو بھائی! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے رفع یدین کرنے کی کیفیت، اسی سند سے پیش کرتے ہیں جو کہ امام بخاری کی سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، مالك عن نافع ان عبدالله بن عمر كان اذاافتتح الصلٰوة رفع يديه حذو منكبيه واذا رفع راسه من الركوع رفعهما دون ذالك (موطا امام مالک۔ ص ٦١)

امام مالک نے روایت کی ہے حضرت نافع سے کہ آپ نے فرمایا حضرت عبداللہ

بن عمر جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کاندھوں تک بلند فرماتے تھے مگر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس سے کم ہاتھوں کو بلند کرتے تھے۔

بہر حال اتنا تو ثابت ہو گیا جس طرح تم لوگ رفع یدین میں ہاتھوں کو بلند کرتے ہو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس طرح بلند نہیں کرتے تھے اور یہ سند امام بخاری کی سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ان کے نزدیک سلسلۃ الذھب ہے یعنی سونے کی لڑی۔ بلکہ یوں کہہ لو کہ یہ حدیث ان کے نزدیک اس حدیث شریف سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے جو کہ انہوں نے بخاری شریف میں ذکر کی ہے

گڈو: (عاجز آتے ہوئے) بہر حال وہ رفع یدین کرتے تو تھے نا

ننھا بھائی جان! اب تو مان جائیے نا، آپ تو خواہ مخواہ کی کج بحثی میں پڑ گئے ہیں۔

گڈو بھائی! اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا کہ ان کی رفع یدین آپ لوگوں والی نہ ہوتی تھی۔ لہٰذا جب بخاری شریف کی مذکورہ بالا تمام روایات میں ہاتھوں کے اٹھانے کی حد کا ہی صحیح تعین نہ ہو گا تو تم اسکو اپنی دلیل کیسے بنا سکتے ہو۔

خلاصہ یہ ہوا کہ بخاری شریف کی حدیثوں سے ہاتھوں کا بار بار کاندھے تک اٹھانا ثابت نہیں ہو رہا ہے کیونکہ بخاری شریف میں جو اس سلسلہ میں کلمات آئے ہیں وہ یہ ہیں **فعل مثلہ** کہ اسی طرح کیا یا **یفعل ذلک** کہ اسی طرح کرتے تھے اور میں یہ بتا چکا ہوں اسی طرح یا اسکی مثل کے الفاظ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ بالکل اسی طرح کرتے ہوں گے۔ رہا یہ سوال کہ ممکن ہے انہوں نے بالکل اسی طرح کیا ہو تو اسکا جواب میں پہلے ابو داؤد شریف اور موطا امام مالک سے دے آیا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی دوسری روایتوں سے یہ بات بار بار ثابت ہو رہی ہے کہ وہ بالکل اسی طرح نہیں کرتے تھے۔

اب رہ گئی یہ بات، کہ حضرت عبداللہ بن عمر رفع یدین نہیں فرماتے تھے تو اس بارے میں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو صرف نماز کے شروع یعنی تکبیر تحریمہ ہی میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 1، ص: 237)

او گڈو بھائی! پس ثابت ہو گیا حضرت عبداللہ بن عمر نے بعد میں رفع یدین جو شاید تھوڑی بہت کرتے ہوں وہ بھی کرنا چھوڑ دی تھی اور اسی طرح حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ابان بن صالح نے کہ عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا انہوں نے نماز کی تکبیر اولی یعنی صرف شروع میں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اس کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔ (حاشیہ ابوداؤد۔ ص ۱۰۸، موطا امام محمد۔ ص 93)

اور اس بات کو اس زاویہ سے بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ ہم تکبیرات نماز پر غور کر لیتے ہیں رکوع اور اس کے علاوہ جن میں بعض لوگ رفع یدین کرتے ہیں یہ تکبیریں، تکبیر تحریمہ کی مثل یعنی فرض ہیں تو ان کو تکبیر تحریمہ سے ملا دیتے ہیں کیونکہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین ہوتا ہے اس لئے ان میں بھی ہونا چاہئے اور اگر یہ تکبیرات سنت ہیں تو ان کو سجدوں والی تکبیرات کے ساتھ ملا دینا چاہئے اور اس میں رفع یدین نہیں ہونا چاہئے کیونکہ سجدہ والی تکبیرات سنت ہیں ان میں رفع یدین نہیں ہوتا ہے جیسا کہ فقہ کی تمام کتب سے یہ بات ثابت ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی تکبیرات سنت ہیں۔ لہٰذا انہیں سجدہ والی تکبیرات سے ملایا جائے گا کہ سجدہ والی تکبیرات کے ساتھ کوئی بھی رفع یدین کا قائل نہیں ہے اور مزید برآں یہ کہ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے بھی ہمیں رفع یدین نہیں کرنی چاہئے کہ اس وقت تکبیر نہیں کہی جاتی۔ پس ثابت ہوا کہ روایت عبداللہ بن مسعود ہی ہر قسم کے اعتراض سے بے غبار ہے اسی لئے اس پر عمل کرتے ہوئے صرف شروع نماز میں یعنی تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرنی چاہئے اور بس۔

پندرھویں صدی ہجری کے مسلمانوں کیلئے عظیم تحفہ

غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں، ضیغم اسلام

علامہ حضرت سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا ترجمۃ القرآن

البیان

جو سلف صالحین کے مسلک کے عین مطابق بارگاہ الوہیت کے تقدس اور عظمت نبوت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ سادہ اور سلیس اردو زبان میں فہم قرآن کا بہترین ذریعہ ہے۔

خود پڑھئے، دوستوں کو پڑھائیے۔
اخروی نجات اور دارین کی سعادتیں سمیٹئے۔

نہایت حسین مکالمہ کا انگریزی ترجمہ

بعنوان

Tawheed

Viewpoint of a

MUWAHHID
&
ORDINARY MUSLIM

al'araf الاعراف
PUBLISHING HOUSE

دربارِ عالیہ سعیدیہ کاظمیہ

مرکزی شاہی عیدگاہ ملتان میں ہر جمعۃ المبارک کو

(نماز عصر تا مغرب)

محفل درودِ بحر الکمال منعقد ہوتی ہے۔

(اور بعد نمازِ مغرب)

درسِ قرآن و درسِ بخاری دیا جاتا ہے۔

اپنی قلبی و روحانی تسکین کیلئے اس میں خود بھی شرکت فرمائیں اور دوست احباب کو بھی ساتھ لائیں۔

پاکستانی وقت کے مطابق بعد نماز عصر

درج ذیل ویب ایڈریس پر اس محفل کو انٹرنیٹ پر براہِ راست بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

www.syedarshadsaeedkazmi.com/liveprogrames